رجسٹرڈ اپیل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہی تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں تجھ کو اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بخلافت راشدہ و اتحاد اسلامی و احیاء علوم دینیہ و اشاعت اسلام و تائید حق و رد باطل و محو جہالت و ظلمت و ترویج علم و ادب و اصلاح رسوم و عادات و تہذیب اخلاق و تعمیر سیرت و کردار و ترقی و تمدن و فلاح دارین و خدمت بنی نوع انسان کے لئے ہفت روزہ اخبار

بدر

ایڈیٹر و پروپرائیٹر طفیل احمد قریشی

خلد ۶ — یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء — نمبر ۱۰

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضلِ عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں اور احمدیانِ دار الامان کو مہمانانِ جلسہ کی ہر ان نوازی کے متعلق چند نصائح فرما کر احترام مہمانان کی تعلیم فرما رہے ہیں۔

جلسہ پر آنیوالے احباب جوق جوق تشریف لا رہے ہیں جنمیں سے سب سے اول اخویم ابوبکر یوسف صاحب جدہ والے اور مکرم و محترم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن سے اور سید بشارت احمد صاحب حیدرآباد دکن سے مع دیگر احباب کے داخلِ دار الامان ہوئے ہیں اہلاً و سہلاً و مرحباً

مخدومی مولوی محمد سرور شاہ صاحب سیکرٹری جلسہ بہت مستعدی سے جلسہ کا انتظام اور مہمانان کی آسائش کا اہتمام فرما رہے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

امام قادیان

(از مولانا غلام رسول صاحب فاضل حبکی)

میرے محسن تیرا ہم پر لطف و احساں ہی رہے
تا ابد یہ آفتابِ فیضِ تاباں ہی رہے
اس ترے کوچے سے مجھکو ہی عجب وارستگی
قبلۂ دلدادگان بس کوئے جاناں ہی رہے
اس قدر ہیں نعمتیں تیری کہ گن سکتا نہیں
بحرِ بے پایاں ہے جسمیں عقل حیراں ہی رہے
آتشِ الفت میں تیری ہے چھپا آبِ حیات
بحرِ وقت ہے کہ جو ہر وقت سوزاں ہی رہے
زہر میں تریاق تیرے زخم میں مرہم ہزار
درد ہے مجھ سے کہ جو ہر وقت درماں ہی رہے
اشرف المخلوق انساں عشق ہو لے سے ہوا
قدسیانِ عرشِ اعظم جس کے خواہاں ہی رہے
ہیں بہت نغمے مگر یہ نغمۂ اصہبائے عشق
ہو جسے حاصل وہ ہر عالم میں بھی شاداں ہی رہے
یا الٰہی کر عطا وہ جذبۂ حالاتِ عشق
نشہ سے جس کے یہ جاں بس مستِ جاناں ہی رہے

اطلاع ۔ اگلا پرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ پر مشتمل ہوگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلیفہ برحق اور کسی دوسرے مزعومہ امیر کے خطبات و وعظ میں کسب و وھب کا بین فرق پایا جائیگا۔ اور اسی موقعہ ہمارے خلیفہ برحق تعلیم کتاب و حکمت۔ تلاوت آیات۔ و تزکیہ نفوس کی قابلیت خارق عادت رنگ میں جلوہ گر دیکھی جائیگی۔ میں نے یہ امر ہمیشہ منکرانِ خلافت کے سامنے پیش کیا اور وہ مجھے کوئی جواب نہیں دیسکے کہ ایک طرف ایسا عقیدہ ہے جو موجودہ مسلمانوں کے معتقدات کے بالکل خلاف ہے۔ جنمیں سے ایک مسئلہ ختم نبوت بھی ہے۔ یعنے ہم علانیہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب خدا کے برگزیدہ نبی تھے۔ ان کے منکروں پر وہی فتوے ہے جو انبیاء سابقین کے منکروں پر ہے۔ نماز دوسرے مدعیانِ اسلام کی اقتدا میں قطعی حرام ہے یہ باتیں ہمارے غیر مبائعین دوست خود مانتے ہیں۔ کہ سلسلہ عالیہ کے متعلق تنافر بڑھانے والی ہیں۔ دوسری طرف یہ عقیدہ بتایا جاتا ہے کہ ختم نبوت کے متعلق دوسرے مسلمانوں کا عقیدہ درست ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب نبی نہیں صرف مجدد ہیں۔ کفر کا فتویٰ صرف کافر کہنے والوں پر ہے اگر کوئی اتنا کہہ دے کہ ہم کافر نہیں کہتے تو پھر اس کی اقتدا میں نماز جائز ہے اب ان دو مختلف اعتقادوں کے لوگ تبلیغ کے لئے نکلتے ہیں تو بظاہر حالات نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ آخری فریق بکثرت سے لوگ شامل ہوں کیونکہ ان کے ساتھ عناد نہیں اور ان میں شامل ہونے کے لئے کوئی بڑی قربانی بھی نہیں کرنی پڑتی اور نہ مشکلات پیش آتی ہیں لیکن دیکھا یہ جاتا ہے کہ کامیابی کا سہرا اس پہلے فریق (ہمارے) کے سر پر بندھتا ہے جس کے سامنے مشکلات کے پہاڑ ہیں جس کی مخالفت میں نہ صرف اغیار بلکہ اپنے بھی سرگرم ہیں۔ اسے کہتے ہیں الٰہی تائید اور نصرت۔ کہ ایک طرف خود ساختہ خلیفۃ المسیح سے لایق فایق کہلاتا ہے۔ ایم۔ اے۔ ہے۔ سر تو ڑ کوشش کرتا ہے۔ مگر دیکھو آدمی بھی اس کے ہاتھ پر حق قبول کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوتے۔ دوسری طرف خدا کا مقرر کردہ خلیفۃ المسیح ہے اس کے وابستگانِ دامن میں سے ایک ایک کے ہاتھ پر کئی کئی سو بیعت کرتے ہیں۔ اور خود اس کے انفاس قدسیہ کا کیا کہنا ۱۹۱۴ء میں اگرچہ بہت سا وقت فتنے کو مٹانے میں خرچ ہوا۔ تاہم چھ سو انسان سلسلہ احمدیہ میں کفر اور کذب سے توبہ کرکے داخل ہوتا ہے۔ ۱۹۱۵ء میں ۱۸۹۳۔ ۱۹۱۶ء میں اندراج بعض وجوہات سے تمام نہیں ہوسکا۔ تاہم ۱۳۱۳ نام رجسٹر میں درج ہیں۔ ۱۹۱۷ء میں ۱۶۸۰ اور ۱۹۱۸ء میں ۱۷۷۰۔ ان لوگوں کی نسبت اگر کسی کو شک ہو تو وہ تحقیق کرلے یہ کم از کم تعداد ہے۔ کیونکہ جو لوگ خود حاضر ہوکر بیعت کرتے ہیں ان کے نام لکھنے کا کوئی انتظام نہیں۔ اسی طرح بعض دیگر وجوہات سے بھی کچھ نام رہ جاتے ہیں۔ دو ہزار سالانہ کی افزائش کے حساب سے آٹھ ہزار سعید روحوں کا سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا موجودہ قوت قدسیہ کا پتہ دیتا ہے۔ اگر کوئی اس امر کے نصرت الٰہیہ ہونے سے انکار کرتا ہے تو میں اسے اذا جاء نصر اللہ والفتح و رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ یاد دلاتا ہوں کہ جس میں جوق در جوق سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کو نصرتِ الٰہیہ ٹھہرایا گیا ہے۔ پس یہ امر روز روشن کیطرح ثابت ہوگیا کہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا کے مطابق مسلمانوں کے دو فریق میں سے سچا ایمان اس فریق کے ساتھ ہے جس کا پیشوا مبدم مؤید و منصور من اللہ ہے۔

(اکمل)

بلعم ثانی ۔ اس میں مجہول الاسم مبلغین انجمن ہدایت الرشید سہارنپور کے اشتہار "حذائی فیصلہ" کی پہلی شکست متعلق پیشگوئی ڈاکٹر عبد الحکیم خاں مرتد پٹیالوی کا مکمل و مفصل جواب۔

قیمت ۰۴ر علاوہ محصول ڈاک ۔

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ قادیان

پہلا روز ۱۵ر مارچ ۱۹۱۹ء

بعد نماز ظہر

تلاوت و نظم۔ ۲ بجے سے ۲½ بجے تک

حافظ روشن علی صاحب ۲½ سے ۵ بجے تک

صداقت مسیح موعودؑ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی } درس
۵½ سے شام تک }

دوسرا روز ۱۶ر مارچ ۱۹۱۹ء

تلاوت و نظم۔ ۹ سے ۹½ تک

رپورٹ ہائے از طرف سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ و ناظر ہائے محکمہ نظارت جماعت احمدیہ اپیل از طرف ناظر بیت المال } ۹½ سے ۱۲½ تک

نماز ظہر

نظم۔ ۲ سے ۲½ بجے تک

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی } تفسیر
۲½ سے شام تک }

تیسرا روز ۱۷ر مارچ ۱۹۱۹ء

تلاوت و نظم۔ ۹ سے ۹½ تک

مولوی فاضل عبد الرحمن صاحب ۹½ سے ۱۲ تک۔ اختلاف مابین جماعت احمدیہ و غیر مبائعین۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ۱۲ سے ½ ۱ تک حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں پر کیا کیا احسانات کئے۔

نماز ظہر۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ۲ سے ۴ تک درس۔

مولوی سید سرور شاہ صاحب صدر محاسب۔ شیر محمد صاحب محاسب۔ محکمہ نظارت امور عامہ۔ اصلاح ذات البین۔ ۱۹۱۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان۔ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۹ء

یہ پلید میوہ کہ ناپاک تو بنہاد آید

۱۴ مارچ ۱۹۱۹ء

الحمد للہ۔ آج پھر ہمیں وہ مبارک دن اپنی زندگی میں دیکھنا نصیب ہوا۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنی قدرت کا جلوہ ایک عظیم الشان نشان کے رنگ میں دکھایا اور ہم سب پر اپنے فضل و رحم کے ساتھ ثابت کیا کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے کیونکہ راستبازوں کا خدا ہمارا شیرازہ مجتمع کرنے کے لئے آپ آسمان سے اترا۔ اور اس نے زمین کو نور سے بھر دیا۔ اور ایک نفسِ زکیہ کو لواءِ حمد دے کر مقامِ محمود پر کھڑا کیا۔ کہ دنیا کی سب سعادتمند روحیں اس کے جھنڈے تلے جمع ہو کر زمین کو خداوندِ آسمان کی ستایش سے بھر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے معاً بعد تمام جماعت احمدیہ نے اس بات پر عملی طور سے اتفاق کر لیا۔ کہ سلسلہ کے لئے ایک خلیفہ ہونا چاہیئے چنانچہ مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کی سب نے بیعت کر لی حتےٰ کہ ہمارے وہ بھائی اس معاملہ میں پیش پیش تھے۔ جو اب خلافتِ ثانیہ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر کے بیغام بلڈنگس کے گڑھے میں پناہ گزیں ہیں۔ آپ کا وعظ تمام دورانِ خلافت میں یہ رہا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ یہ قول اگرچہ مؤید بالقرآن والسنۃ تھا۔ اس لئے قابلِ تسلیم۔ لیکن ہم نے اپنی آنکھوں سے اس صداقت کا نظارہ اس ۱۴ مارچ کو دیکھ لیا جب کہ ایک فریق جو اس وقت بہت اثر رکھتا تھا۔ خلافت ہی کو سرے سے اڑانے پر تلا کھڑا تھا۔ اور دوسرا فریق جو مستضعف فی الارض۔ مگر خدا کی نظر میں قوی و مقبول۔ چاہتا تھا کہ خلافت جو ایک رحمت ہے وہ ہمیں ضرور ملے۔ اور کوئی مرد قائم باللہ ہو جو ہم بکسوں کا والی ہے۔ اور اس کی رہنمائی میں دینی و دنیوی ترقی کر سکیں۔ بہت کشمکش ہوئی۔ آخر حق غالب آیا۔ اور باطل کا مکھوٹا پھاڑ دیا گیا۔ لاہور میں جا کر ایک سوانگ رچایا گیا۔ اور امرِ خلافت کو اپنے ہاتھ میں لے کر نقرعن کے ہاتھوں سے تقسیم کیا لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے دکھا دیا۔ کہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ اور انسان کے بنائے ہوئے خلیفہ میں کیا فرق ہوتا ہے۔ آیت استخلاف کے ماتحت جو خلیفہ ہو اس کے لئے یہ نشان فرمائے۔

(۱) اس کے ذریعہ سے خوف کے بعد امن قائم ہو۔ (۲) دین کی تمکین ہو (۳) اس کا ہر ایک قول و فعل خدا کی فرمانبرداری کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہو۔ کوئی شائبہ شرک اس میں نہ پایا جائے (۴) خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم سے مزین ہو (ب) جو خدمت اپنے متبوع رسول سے ورثہ میں پائے۔ اس کے پورا کرنے کے لئے اسے قوے ملے ہوں۔

یہ نشان خدا کے مقرر کردہ خلیفہ (حضرت مرزا محمود احمد صاحب) کے وجود میں ایسے بیّن طور سے پورے ہوئے کہ دوست تو دوست دشمن کو بھی اس کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے وقت جو کھلبلی سی پھیل گئی تھی۔ اس کا تصور کریں پھر موجودہ حالت کو دیکھیں تو صاف ماننا پڑتا ہے کہ اس خوف کے بعد اب بالکل امن ہے اور جماعت اپنے مفوضہ کام کو بجا لا رہی ہے۔ یہانتک کہ اب ہمارے مخالفوں نے اس سوال ہی کو چھوڑ دیا ہے اور وہ خلافت پر بحث نہیں کرتے حالانکہ سب سے پہلے خلافت ہی کا سوال چھیڑا تھا۔ لیکن اب اس بارے میں ان کی مایوسی اس انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اس لئے وہ اور اور بحثیں چھیڑتے ہیں۔ اور خلافت کا سوال نہیں۔ اٹھاتے۔ اسے کہتے ہیں تمکین۔

(۲) وہ دین جو ارتضیٰ لھم کا نزول میں آنا ہو اسے تمکین حاصل ہو چکی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں یا محدث بس نبوت ایسے ہی ہے جیسے انبیاء سابقہ گزرے ہیں یہ عقیدہ جماعت کے ہر ہر فرد کے دل میں جاگزیں ہے اور مخالفوں نے اپنی کمزوری اور ناکامی کو بیّن طور پر محسوس کر لیا ہے سوا چند افراد کے سب اس عقیدہ پر قائم ہو چکے ہیں تیسرا نشان بھی ایسا ہے جو ظاہر ہے اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے وقت میں تو لوگ کہتے تھے کہ مولوی نور الدین صاحب کی تفضیل سلسلہ بدستور چل رہا ہے۔ لیکن خلافتِ ثانیہ میں اس وہم کا ازالہ بھی ہو گیا۔ بلکہ دوسرے وہم کا بھی قلع قمع ہو گیا جو یہ تھا کہ چند اشخاص مثل مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب پر یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ ایسے لوگوں کی مخالفت کے باوجود جب حضرت خلیفۂ برحق نے اپنے کام کو جاری رکھا۔ اور صراطِ حق سے قدم نہ ڈگمگایا۔ بلکہ اس طوفان بے تمیزی میں کشتیٔ احمدیت کو برابر کھیتے گئے اور آخر ساحل مراد کی جودی پر پہنچا کر چھوڑا۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ کون بی شیئاً میں جن لوگوں کا ذکر ہے انہیں آپ بھی شامل ہیں۔

(۴ و ۵) خدا کے دیئے ہوئے علم کے متعلق میں نے عرصہ ہوا مخالفین کو ایک چیلنج دیا تھا کہ اگر مولوی محمد علی صاحب یا کسی اور کو اس بات کا زعم ہے کہ وہ قرآن مجید کے آپ (خلیفۂ ثانی) سے زیادہ عالم ہیں۔ (کیونکہ اعلم بالقرآن ہی احق بالامامۃ ہوتا ہے) تو بالمقابل تفسیر نویسی کر لیں پھر دنیا دیکھ لیگی کہ کس پر معارف و حقایق آلٰہیہ کھلتے ہیں اور کون اس مقابلہ میں مؤید و منصور من اللہ ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جماعت کی ترقی کی تجاویز اور اسے فرائض مفوضہ سے عہدہ برآ کرنے کے لئے جو علم آپ کو بخشا گیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ کیا وجہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب یا دیگر ان کے رفقاء کے خیال میں یہ باتیں نہیں آئیں اور جو کچھ انکو سوجھتا ہے تقلیدِ ابعد ہی میں سوجھتا ہے۔ حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے منکروں کو مسلمان کیوں کہا؟

قاضی محمد یوسف احمد صاحب از پشاور

عرفی نام اور حقیقی نام

کسی شخص یا کسی قوم کا ایک عرفی نام ہوتا ہے اور ایک حقیقی نام ہوتا ہے۔ مگر عرفی نام کو حقیقی نام کے مقابلہ پر اور اپنی حقیقت کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہیں۔ صرف اس نام والے کو دوسرے افراد یا اقوام سے اس عرفی نام کی بناء پر تفریق۔ تمیز۔ اور شناخت ہوتی ہے اور بس۔ مگر امتیاز کلی اور اصلی صرف حقیقی نام کو ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے۔ اور اس کا عرفی نام سراج الدین یا شمس الدین یا نور الدین ہے۔ مگر درحقیقت وہ شخص اپنے چلن اور افعال اور کردار کی رو سے سخت بدمعاش اور بدکردار اور بدچلن ہے۔ اور تمام تاریکیوں کا مخزن حصہ یا مجموعہ ہے۔ تو اگرچہ وہ عرفی نام کے لحاظ سے سراج الدین شمس الدین یا نور الدین ہی کہلائیگا۔ اور اسی عرفی نام کے ذریعہ دوسرے اشخاص اور افراد میں اس کی شناخت اور تمیز اور تفریق ہوگی۔ مگر اس سے یہ قیاس اور اندازہ کرنا یقیناً غلط اور خلاف واقعہ ہوگا۔ کہ اس کو درحقیقت عرفی نام سراج الدین شمس الدین یا نور الدین سمجھا جاوے۔ اسی حالت میں تو وہ اس مشہور اور معروف مثل کا مصداق ہوگا جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ عکس النہند نام زنگی کافور۔

ہاں اگر وہ شخص جو عرفی نام کے لحاظ سے سراج الدین یا نور الدین ہے۔ اور درحقیقت صحیح عقیدہ اور صحیح اعمال رکھتا ہو۔ اور اس کے ذریعہ اہل دین کو نور اور ضیاء ملتا ہو۔ اور وہ تاریکیوں اور ظلمتوں میں سراج وچراغ کا کام دیتا ہو۔ تو وہ شخص حقیقی نام کے امتیاز سے [illegible] اور نور الدین ہی ہوگا۔ اور اس وقت [illegible] اور خالق کے نزدیک

خدا تعالیٰ کے ہاں کس نام کو امتیاز ہے

خدا تعالیٰ کو ہمارے عرفی ناموں اور ہماری اصطلاحوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ان اسماء کو وہاں اس کے ہاں امتیاز یا وقعت حاصل ہے۔ بلکہ اس کا تعلق صرف حقیقی ناموں اور اپنی اصطلاحوں سے ہے۔ اور اس کے ہاں جو شخص عقیدۃً و عملاً سراج الدین یا نور الدین ہے تو اس کی ایسی بات کا اعتبار اور لحاظ ہے اور اسی کی تکریم اور عزت ہے جیسا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ کی منشا ہے۔

عرفی نام خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی وقعت اور حقیقت نہیں رکھتے جیسا کہ اہل عرب نے بعض دیوتاؤں اور بزرگوں کو بعض خاص نام اپنی اصطلاحات میں اور مخصوص عرفی نام مقرر کئے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ ان کے مقررہ کردہ اسماء اور نام اور القاب اور خطابات جو انہوں نے اپنے بزرگوں اور دیوتاؤں کو دئے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے ہاں بھی کوئی وقعت اور عزت اور امتیاز رکھتے ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص کلام کے ذریعہ ان کو بذریعہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم۔ اطلاع دی۔ کہ ان ھی اسماء سمیتموھا انتم واٰباءکم ما انزل اللہ بھا من سلطان۔ (سورۃ النجم) یعنی جو عرفی نام تم لوگ یا تمہارے باپ دادوں نے کسی دیوتا یا بزرگ کے قرار دئے۔ اور رکھدئے تو وہ صرف نام ہی نام ہیں۔ وہ اپنے اندر کوئی حقیقت اور عزت یا وقعت یا امتیاز خدا تعالیٰ کے ہاں نہیں رکھتے۔ تمہارے پاس کوئی حجت اس بات کے ثبوت میں نہیں ہے۔ کہ ان عرفی ناموں کو خدا تعالیٰ کے ہاں بھی کوئی وقعت یا عزت یا حقیقت حاصل ہے پس عرفی نام خدا کے ہاں اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

امت موسویہ کا عرفی اور حقیقی نام

امت موسو[illegible]

کو قرآن کریم نے یہود کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اگرچہ حضرت یعقوبؑ کے ایک فرزند کا نام یہودا تھا مگر کل افراد بنی اسرائیل جو بارہ ۱۲ فرزندوں کی اولاد ہے۔ اسی اعتبار پر یہودی نہیں کہلا سکتے تھے کہ وہ یہودا کی اولاد ہیں۔ بلکہ انکا حقیقی نام یہود اپنے معانی اور اصلیت کے لحاظ اور اعتبار سے تھا کیونکہ کتب لغت میں یہود کا لفظ صود سے مشتق ہے۔ جس کے معنے ہیں توبہ کرنا۔ اور بدیوں سے بچنا اور اسی مادہ سے ہودۃ ہے جس کے معنی ہیں صلح کرنا اور رغبت کرنا اور اسی مادہ سے ہائد نکلا ہے جس کے معنے ہیں توبہ کرنے والا اور حق کی طرف رجوع کرنے والا اور اسی مادہ سے ہود نکلا ہے جس کے معنے ہیں تعلق پیدا کرنا۔ رحم کی طرف متوجہ ہونا۔ توبہ کرنا۔ اور نیک کام کرنا۔ دیکھو منتہی العرب۔

پس یہودی کے معنی ہوئے (۱) ناپاک عقاید اور اعمال سے توبہ کرنے والا۔ (۲) خدا تعالیٰ اور مخلوق خدا سے صلح و آشتی کرنے والے (۳) اور حق کی طرف رغبت کرنیوالے یا بالفاظ دیگر یوں سمجھ کہ جو معانی لفظ مسلم کے ہیں۔ وہی معنے یہود کے ہیں گویا مسلم اور یہود ہم معنی اور مترادف الفاظ ہیں کیونکہ مسلم کا لفظ بھی سلم سے مشتق ہے جس کے معانی ہیں۔ صلح اور آشتی۔ اور سلامتی اور امن۔ اور مسلم کے معنے ہیں (۱) خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے صلح اور آشتی کرنے والا (۲) سلامتی اور امن کا خواہاں (۳) یا فرمانبردار۔

ابتداء میں جب امت موسویہ کا عرفی نام یہود مقرر ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے ہاں بھی اس قوم کا حقیقی نام یہی تھا اور اسی کا استحقاق تھا کیونکہ اس وقت وہ اسم بامسمےٰ قوم تھی۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی تھا اور اس کو تمام اقوام عالم میں منتخب کیا۔ اور فضیلت۔ اور فوقیت دی۔ اور ان میں سے انبیاء اور بادشاہ بنائے۔ مگر جب ایسا زمانہ آیا کہ خدا تعالیٰ ان سے ان کے ناپاک عقائد اور اعمال کے سبب سے ناراض ہوا۔ ان پر گوناگوں غضب۔ آفات اور عذاب نازل کئے۔ اور ان سے نبوت اور مملکت دونوں چھین لئے اور ان کو در بدر خاک بسر کر دیا۔ اور بہر درجہ شدید ہی عزت لیاقت کا مصداق گردانا۔ تو اس وقت بھی اگرچہ یہود کہلاتے تھے اور قرآن کریم میں ان کو یا ایھا الذین ھادوا کے خطاب سے مخاطب کیا گیا ہے۔ مگر اب تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ بجائے محبوب ہونے کے مغضوب علیہم ہو چکے تھے۔ پس اب ان کا نام اگرچہ یہود ہی رہا مگر وہ صرف عرفی نام رہا۔ ورنہ دراصل وہ حقیقی نام کے لحاظ سے یہود نہ رہے تھے۔ اور ان کے اس عرفی نام کی خدا تعالیٰ کے ہاں اب کوئی وقعت اور عزت نہ تھی۔ مگر کہلاتے وہ اب بھی یہود ہیں۔ اور اسی نام سے دوسری اقوام اور امم سے ممیز اور ممتاز ہیں یہی حال آج امتِ محمدیہ کا ہے۔ اگرچہ وہ عرفی نام کے اعتبار سے مسلم اور مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ عقیدۃً وعملاً خدا تعالیٰ کو ناراض کر چکے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی اپنے سابقہ انعامات نبوت اور مملکت دونوں ان سے واپس کر لئے ہیں۔ اور ان عدتر عذاناً بکصداق ہو چکے ہیں۔ لہذا اب ان کے اس عرفی نام کو خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی اعتبار نہیں۔ اور وہ حقیقی اور اصلی معنوں میں مسلمان نہیں رہے۔ اگرچہ وہ اقوام عالم میں دوسری قوموں سے ممیز اور ممتاز ہونے کے سبب سے مسلمان ہی کہلائینگے۔ مگر یہ ان کا عرفی نام ہے حقیقی نام نہیں ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے بعد امتِ موسویہ نے حضرت عیسیٰؑ یا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ تک کس قدر انبیاء و رسل کا انکار کیا۔ اور کس طرح سے وہ انبیاء اللہ سے پیش آئے۔ پس اس سلوک کا گواہ قرآن کریم اور اناجیل مقدسہ ہیں پس ان حالات پر غور کرو۔ جو کثرت یہود کی اس وقت تھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ واکثرھم الفسقون۔ یعنی انکی کثرت فاسق ہی تھی۔ پس جب وہ کثرت سے فاسق ہو چکے تھے۔ تو اس وقت کس اعتبار سے یہود تھے؟ عرفی نام کے اعتبار سے یا حقیقی نام کے اعتبار سے؟ یعنی امم اسمیہ ہود یا محض برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق تھے؟ اگر حقیقی معنوں سے یہود تھے۔ تو کیا اس قدر نبیوں کا انکار بالعموم اور حضرت مسیح ناصریؑ اور حضرت محمد رسول اللہ کا انکار بالخصوص موجود ہونے کے وہ اسی طرح حق کی طرف رجوع کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے والے تھے اور باوجود خدا تعالیٰ کو ناراض کر کے اور مغضوب علیہم کا خطاب حاصل کرنے کے بھی وہ خدا اور مخلوق خدا سے صلح کرنے والے تھے اور ایسے ناپاک عقائد اور اعمال رکھکر اور اکثرہم الفاسقون کی سند حاصل کر کے بھی توبہ کرنے والے کہلاتے تھے؟

اگر وہ اب حقیقی معنوں کے اعتبار سے ایسے نہ رہے تھے بلکہ عرفی نام سے موسوم رہے تھے۔ تو پھر عرفی نام کی خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی حقیقت نہ رہی اور یہود کہلا کر اور یا ایہا الذین اٰمنوا کے مخاطب ہو کر بھی وہ حقیقی معنوں میں انعام کے مستحق نہ رہے۔

اُمتِ محمدیہؐ کا عرفی اور حقیقی نام

اسی طرح ایک شخص یا ایک امت سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو جس کو خدا تعالیٰ اور اس کے عظیم الشان رسول سیدنا حضرت محمد رسول اللہؐ نے نبی اللہ اور امام مہدی اور مسیح موعودؑ قرار دیا ہے۔ کا انکار اور کفر کرنے کے بعد صرف عرفی نام سے مسلم کہلائینگے اور موسوم ہونگے۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاں اور مومنین کے نزدیک وہ حقیقی معنوں میں مسلم نہ کہلائینگے۔ اور ان کے مسلمان کہلانے کی کوئی وقعت باعزت ہوگی۔

اگر امتِ موسویہ حضرت عیسیٰؑ ناصری کے انکار اور کفر کے بعد بھی یہود کہلاتے ہیں۔ تو اسی طرح امتِ محمدیہؐ کے افراد بھی حضرت مسیح موعودؑ کے انکار اور کفر کے بعد مسلم کہلاتے ہیں۔ اگر سیدنا حضرت مسیح ناصریؑ کے بعد یہود صرف عرفی نام سے یہود کہلاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کے اس عرفی نام کی کوئی وقعت اور حقیقت نہیں تو حضرت مسیح موعودؑ کے کفر اور انکار کے بعد امتِ محمدیہؐ صرف عرفی نام سے مسلم اور مسلمان کہلاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کے اس نام کی کوئی عزت اور وقعت اور حقیقت نہیں۔ اور اگر حضرت مسیح موعودؑ کے کفر اور انکار کے بعد بھی مسلمان عرفی نام سے نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں تو حضرت عیسیٰؑ کے کفر اور انکار کے بعد امتِ موسویہ یہود عرفی نام سے نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں کیوں یہود کہلانے کے مستحق نہ ہوں اور مابعد الذکر یعنے یہود حضرت مسیح ناصریؑ کے منکر ہوں۔

پس آج مسلمان صرف دوسری امم سے ممیز و ممتاز ہونے کے سبب سے مسلمان کہلائینگے اور یہ صرف عرفی نام ہوگا اور حقیقی نام کے اعتبار سے مسلم یا مسلمان کہلانیکے مستحق نہیں رہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کیوں مسلمان کہا

اگرچہ خدا تعالیٰ نے اپنی بعض وحی میں یا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بعض تحریرات میں اپنے منکر مسلمانوں کو مسلمان کے نام سے موسوم کیا ہے۔ تو اسی عرفی نام کے اعتبار سے دوسری امم سے ممتاز کیا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے احادیث میں اور حضرت مسیح ناصری نے اناجیل میں امتِ موسویہ کو یہود کے نام سے موسوم کیا۔ وہاں صرف عرفی نام ہی کے اعتبار سے یاد کیا ہے۔ تاکہ دوسری امم سے معرف اور ممتاز ہو۔ اور بس۔ دو نو مقامات پر یہود اور مسلمان اپنے حقیقی معنوں پر معنون ہیں۔ مثلاً ایک غلام محمد نامی عیسائی یا آریہ ہو جاوے۔ اور یا عبداللہ نامی دہریہ ہو جاوے تو بہر حال وہ اپنے عرفی نام سے غلام محمدؐ یا عبداللہ ہی کہلائیگا۔ ورنہ جب بالقبل اللہ حضرت محمد رسول اللہ کی غلامی سے نکل چکا اور عیسائی یا آریہ ہو گیا۔ اور مابعد الذکر خدا تعالیٰ ہی کا منکر ہو گیا تو عبداللہ یا اللہ کا بندہ کیسا رہا۔ پس وہ حقیقی معنوں میں غلام محمدؐ یا عبداللہ نہ رہے۔ صرف عرفی نام کے اعتبار سے غلام محمدؐ یا عبداللہ رہے۔ اور بس۔

رہا یہ امر کہ جب وہ حضرت مسیح موعودؑ نبی اللہ کے انکار سے کافر ہو چکے ہیں تو کیوں ان کو حضرت صاحبؑ نے کافر کے نام سے موسوم نہ کیا۔ اور اسی نام سے ان کو ہمیشہ یاد اور مخاطب نہ کیا۔ تو عرض ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ لفظ کافر اپنے معنوں کے لحاظ سے اس قدر وسیع ہے کہ اس میں (۱) کافر باللہ۔ (۲) کافر بالملائکہ۔ (۳) کافر بالرسل (۴) کافر بالکتب والوحی (۵) کافر بالیوم الآخر۔ سب داخل ہیں۔ یعنے دہریہ۔ نیچری۔ برہمو۔ ہندو۔ عیسائی یہود۔ بدھ مذہب۔ جینی۔ پارسی۔ سکھ سب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شامل ہیں۔ پس امت محمدیہ کو ان میں سے معروف اور مشہور کس طرح کیا جاتا لہذا ان کو ان کے عرفی نام سے ہی پکارا گیا جس طرح کافر ہونے کے لحاظ سے یہ سب کافر ہیں مگر پھر بھی ان کو عرفی نام سے الگ الگ طور پر یاد کرتے ہیں واسطے ان کو یہود۔ یا نصاریٰ۔ یا آریہ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اور یہی طرز قرآن کریم کا ہے۔ باوجودیکہ جو لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے کافر تھے ان سب کو کافر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ پھر بھی ہمیشہ ان کو کافر کے نام سے یاد نہ کیا گیا۔ اور بعض کو اہل کتاب کہا بعض کو یہود بعض کو نصاریٰ۔ بعض کو مشرک۔ بعض کو مجوس بعض کو صابئین کہا حالانکہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ سے منکر ہونے میں سب متفق تھے۔ مگر ان کو عرفی نام سے موسوم کر کے اسی نام کو اعتبار دیا۔ اور ان کو دوسری امم سے ممیز اور صرف کرنے کے واسطے ان کے مخصوص ناموں سے انکو یاد کیا۔ اسی طرح سے خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں اور حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تحریرات میں ان کے عرفی نام کو قائم رکھا اور اسی سے مخاطب کیا۔ ورنہ وہ حقیقی معنوں میں ہرگز ہرگز مسلمان نہیں کہلائے گئے۔ دیکھو انبیاء بنی اسرائیل سے امت موسویہ نے اپنے وقت میں کفر کیا اور نصاریٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے مگر کسی نبی اور رسول نے ان میں سے اپنے منکر یہود و نصاریٰ کو ہمیشہ کے واسطے یا ایہا الکفار۔ یا ایہا الکفرون کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا۔ بلکہ ان کو عرفی نام سے ہی موسوم کرتے رہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ وہ ان رسولوں کے انکار سے کافر نہ ہو چکے تھے؟ بلکہ یقیناً کافر ہو چکے تھے۔ مگر عرفی نام سے صرف کفار اور اقوام سے ممتاز و معروف کیے گئے۔

وحی خدا اور تحریرات مسیح موعودؑ سے تصدیق

خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی وحی میں اور حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تحریرات میں ان کو اگرچہ ان کے عرفی نام مسلمان سے یاد کیا ہے۔ مگر تصریح بنا یا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسی مسلمان ہیں۔ اور حقیقی معنوں میں وہ لوگ اب مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں رہے۔

اول وحی خدا سے ثبوت - (۱) خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ چودھویں صدی آغاز کردند مسلمان را مسلمان باز کردند یعنی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت احمد موعود خسرو دین خدا کی آسمانی بادشاہت کا آغاز کیا ہے۔ تو اس میں یہ عرفی یا اصلی و رسمی مسلمان جب تک حقیقی مسلمان نہ بنینگے ہرگز داخل نہ ہو سکیں گے۔ پس ان کے بار دیگر مسلمان بنانے کے واسطے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ تا وہ لوگ آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کے واسطے حضرت احمد موعودؑ کے ہاتھ پر توبہ کر کے حقیقی مسلمان بن جاویں۔ اور ایسا ہونے کا اقرار کریں۔

(۲) حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ کہ بہر حال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اب میں ایک شخص کے کہنے پر جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ (خط بنام عبدالحکیم ڈاکٹر)

(۳) حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ان (غیر احمدی مسلمانوں) لوگوں سے ناراض ہے۔ جو اسلامی رنگ کے مخالف ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک کہ وہ ان غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آویں۔ اور اس مطلب کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا۔ (تقریر احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔)

(۴) حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اسلام (یعنے احمدیت) اور غیر اسلام (غیر احمدیت) میں روحانی خط کا قحط ڈالا جاویگا اور روحانی زندگی کے ڈھونڈنے والے (متلاشیان حق) بجز اس سلسلہ (احمدیہ) کے کسی جگہ آرام نہ پاویں گے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹)

(۵) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص (غیر احمدی مسلمانوں میں سے) تیری پیروی نہیں کریگا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف رہیگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔ (اشتہار معیار الاخیار۔ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء)

دوم تحریرات سے ثبوت - (۱) حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں۔ کہ وحی خدا۔ بجز ام کہ وقت تو نزدیک رسید پائے محدثان بہ منار بلند بحکم افتاد۔ میں محدثوں سے مراد اس سلسلہ کے مسلمان ہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳)

(۲) حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں کہ جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا۔ (نزول المسیح صفحہ ۴ حاشیہ)

(۳) حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں کہ اب ممکن نہیں کہ کوئی ہندو۔ یا یہودی۔ یا عیسائی۔ یا کوئی رسمی مسلمان بنی کے لفظ کو اپنی نسبت ظاہر کر سکے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

(۴) حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہی ارادہ کیا ہے۔ کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جائیگا۔ (اشتہار بسام حسین کامی بغیر سلطان روم)

(۵) حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں۔ کہ دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے۔ کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائیگا۔ اور یہ سلسلہ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں پھیلیگا۔ اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات اَن ہونی نہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ص۹۵)

(۶) آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ کہ تمام فرقہ مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں وہ اس دن کم ہو کر اس سلسلہ میں داخل ہو جاویں گے۔ یا نابود ہو جاویں گے۔ جیسا کہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہوئے۔ اور بہت ہی تھوڑے رہ گئے۔ ایسا ہی اس جماعت کے مسلمان مخالفوں کا انجام ہوگا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۰)

(۷) حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آسمان سے کچھ ایسی ہوا چلیگی کہ یہ ۷۳ فرقہ مسلمانوں کے جن میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بجز ایک (جماعت احمدیہ) کے سب علمبردار اسلام اور بدنام کنندہ اس پاک چشمہ کے ہیں۔ خود بخود کم ہوتے جاویں گے اور تمام پاک فرقے جو اسلام میں ہیں۔ مگر اسلام کی حقیقت سے منافی ہیں۔ زمین سے نابود ہو کر ایک فرقہ رہ جائیگا جو صحابہؓ کے رنگ پر ہوگا۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۱)

(۸) دنیا میں بہتوں نے انکار جیسی کوئی شقاوت نہیں۔ اور ضدیوں کو مان لینے جیسی کوئی سعادت نہیں۔ (الہدیٰ صفحہ ۲)

(۹) فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بدبخت ہیں اور افسوس جن میں ان سا کوئی بھی بدطالع نہیں ہے۔ ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء (حضرت محمد رسول اللہ) کا عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو کہ نہ مانا۔ دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء (حضرت احمد حضرت اللہ) پر ایمان نہ لایا۔ (الہدیٰ صفحہ ۲)

(۱۰) ہر ایک سعید اس فرقہ (جماعت احمدیہ) کی طرف کھینچا چلا آویگا۔ بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ میں بھر دینے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲)

(۱۱) کوئی مہم ہو یا خواب بین جو گروہ امام الزمان (حضرت مسیح موعودؑ) کے سلسلہ میں داخل نہیں ہے تو اس کا خاتمہ خطرناک ہے۔ (ضرورۃ الامام صفحہ ۲)

(۱۲) ایسا ہی آیت اتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جاویں گے۔ تب آخری زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا (مراد حضرت مسیح موعودؑ ہے) اور ان سب (غیر احمدی) فرقوں سے وہ فرقہ نجات پائیگا جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔ (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۲)

(۱۳) جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو دعوت اسلام کرتے ہیں بجلی ترک کرنا پڑیگا۔ (تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ ۱۸)

(۱۴) خدا تعالیٰ اس وقت چاہتا ہے۔ کہ ایک الگ جماعت طیار کرے۔ پھر جان بوجھ کر ایسے (غیر احمدی) لوگوں میں گھستا جن سے وہ (خدا تعالیٰ) الگ کرنا چاہتا ہے۔ منشاء الٰہی کی مخالفت ہے۔ (حقیقت نماز صفحہ ۱)

(۱۵) تم اگر (غیر احمدی) مسلمانوں سے ایسے ملے رہے۔ تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے۔ وہ ہرگز نہ رکھیگا۔ پاک جماعت (مسیح موعودؑ کی) الگ ہو تو اس میں ترقی ہوتی ہے۔ (فتاوے احمدیہ جلد اول صفحہ ۲)

(۱۶) یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے فقانہ اپنی طرف سے۔ اور دوسرے وہ لوگ جو ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اور ان کو ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا۔ یا ان سے تعلق رکھنا۔ ایسا ہی ہے جب سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔ (رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ سنہ ۱۹۱۳ء صفحہ ۴)

(۱۷) ان (غیر احمدی مسلمانوں) سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں۔ جبتک کہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہوں۔ یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا۔ وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں ..... سو تمام جماعت توجہ سے سن لے اور راستبازوں کے لئے ان شرائط کا پابند ہونا ضروری ہے۔ (تشحیذ الاذہان نمبر ۱ جلد ۸ صفحہ ۴۹۰ سنہ ۱۹۱۳ء)

حضرت صاحبؑ کے الہامات اور تحریرات کے چند حوالے ہم نے پیش کر دئے ہیں۔ جن میں امت محمدیہ کے موجودہ غیر احمدی مسلمانوں کو صرف اسمی اور رسمی مسلمان یا مدعیان اسلام ظاہر کیا ہے۔ اور حقیقت اسلام سے دور افتادہ بتایا ہے۔ اور حقیقت اسلام کو اپنی بیعت میں داخل ہونے سے وابستہ اور مقید گردانا ہے۔ حضرت صاحبؑ کی یہ تحریرات اجتہادات نہیں بلکہ خدا کے کلام قرآن اور اپنی وحی اور نیز خدا کے کام پر مبنی ہیں اور امر واقعہ کے متعلق ہیں اور احادیث نبویہ کی پیشگوئیاں مسلمانوں کی موجودہ حالت پر شاہد ناطق ہیں اور واقعات پیش آمدہ اس کے مصدق ہیں

سو جن سے خدا تعالیٰ نے حقیقی اسلام اور انعامات واپس کر لئے ہیں تو اب ان کو سوا نام کے مسلمان کہنے کے اور حیثیت دینا خدا کے فعل اور منشاء کی مخالفت ہے مثلاً ایک شخص ہے بادشاہ وقت کی خوب تابعداری اور خدمت کرتا ہے۔ بادشاہ وقت نے نواب کا خطاب دیا۔ اور کچھ جاگیر دی۔ اور ہمیشہ ہی عہد کیا کہ جب تک فرمانبرداری اور خدمت گزاری ہوگی۔ یہ تمہارا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ملیگا۔ مگر اتفاق ایسا ہوا کہ وہ نواب باغی اور نافرمان ہو گیا۔ خدمات سرکاری سے دست کش ہو گیا۔ تو سرکار نے اس سے خطاب نواب واپس کر لیا۔ اور جاگیر ضبط کی اور ہر طرح کی مستحق سزاؤں سے اس کو معذب کیا۔ مگر بعض جاہل اس کو اسی طرح نواب خیال کرتے رہے۔ اور کہتے رہے۔ تو کیا وہ اب بھی درحقیقت نواب ہے یا صرف نام کا نواب ہے؟ بس یہی حالت موجودہ مسلمانوں کی ہے۔ فتدبروا ۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری - ایڈیٹر اہلحدیث کے تمام اعتراضات اور رمز خزانہ کے دلدادہ تازہ ترکی بترکی جواب سننا تو جوابات دیکھنے ہوں تو مندرجہ ذیل رسالہ دفتر فاروق سے بذریعہ وی پی منگا کر ملاحظہ کرو۔

علمائے خلف عن صادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات ۴ر ثنائی ہرزہ ۱۰ر چودھویں صدی کا یہودی ۲ر ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار ۳ر فیصلہ الٰہی ثنائی روسیاہی ۲ر فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی ۳ر آئینہ حق نما بجواب الہامات ۱۳ر

مرقع ثنائی - اس میں امرتسری مولوی ثناء کا وہ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۱۰ء نقل کر کے شامل کیا گیا ہے جس میں امرتسری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری فیصلہ نامی اشتہار مباہلہ سے انکار کیا تھا اور اپنی ذلت کو چھپانے کے لئے کسی کو نہ دکھاتا تھا۔ خاکسار نے اس کا جواب بھی ساتھ لکھ دیا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام مرقع ثنائی رکھا ہے۔ قیمت ۔۴ر ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملفوظاتِ احمدیہ

اس عنوان کے ماتحت انشاء اللہ آئندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے کلمات طیبہ نقل ہوا کریں گی۔ (ایڈیٹر)

تصویر اور نماز

ایک شخص نے دریافت کیا کہ تصویر کی وجہ سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی؟ جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کفار کے تتبع پر تو تصویر ہی جائز نہیں ہاں نفس تصویر میں حرمت نہیں بلکہ اس کی حرمت اضافی ہے اگر نفس تصویر بعد نماز ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا پھر روپیہ پیسہ نماز کے وقت پاس رکھنا مفسد نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب اگر یہ دو کہ روپیہ پیسہ کا رکھنا اضطراری ہے تو میں کہونگا کہ کیا اگر اضطرار سے پاخانہ آجاوے۔ تو وہ مفسد نماز نہ ہوگا۔ اور پھر وضو کرنا نہ پڑیگا؟

اصل بات یہ ہے کہ تصویر کے متعلق یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا اس سے کوئی دینی خدمت مقصود ہے یا نہیں؟ اگر یونہی بے فائدہ تصویر رکھی ہوئی ہے۔ اس سے کوئی دینی فائدہ مقصود نہیں تو یہ لغو ہے اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ والذین ھم عن اللغو معرضون۔ لغو سے اعراض کرنا مومن کی شان ہے اسلئے اس سے بچنا چاہیئے۔ لیکن ہاں اگر کوئی دینی خدمت اس ذریعہ سے بھی ہو سکتی ہو تو منع نہیں ہے کیونکہ خدا تعالےٰ علوم کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

مثلاً ہم نے ایک موقعہ پر عیسائیوں کے مثلث خدا کی تصویر دی ہے جس میں روح القدس بشکل کبوتر دکھایا گیا ہے۔ اور باپ اور بیٹے کی بھی جدا جدا تصویر دی ہے۔ اس سے ہماری یہ غرض تھی کہ تا تثلیث کی تردید کر کے دکھائیں کہ اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے وہی حقیقی خدا ہے جو حی قیوم۔ ازلی ابدی غیر متغیر ہے۔ اور تجسم سے پاک ہے اس طرح پر اگر خدمت اسلام کے لئے کوئی تصویر ہو تو شرع کلام نہیں کرتی پھر کیوں ہم خادم شریعت ہیں اعتراض کریں۔

کہتے ہیں کہ حضرت موسےٰ کے پاس کل نبیوں کی تصویریں تھیں۔ قیصر روم کے پاس جب صحابہؓ گئے تھے تو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اس کے پاس دیکھی تھی۔ تو یاد رکھنا چاہیئے کہ نفس تصویر کی حرمت نہیں بلکہ اس کی حرمت اضافی ہے۔ جو لوگ لغو طور پر تصویریں رکھتے اور بناتے وہ حرام ہیں۔ شریعت ایک پہلو سے حرام کرتی ہے اور ایک جائز طریق پر اسے حلال ٹھہراتی ہے۔ روزہ ہی کو دیکھو رمضان میں حلال ہے لیکن اگر عید کے دن روزہ رکھے تو حرام ہے۔

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

حرمت دو قسم کی ہوتی ہے ایک بالنفس حرام ہوتی ہے ایک بالنسبت۔ جیسے خنزیر بالکل حرام ہے۔ خواہ وہ جنگل کا ہو یا کہیں کا سفید ہو یا سیاہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہر ایک قسم کا حرام ہے۔ یہ حرام بالنفس ہے۔ لیکن حرام بالنسبت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص محنت کر کے کسب حلال سے روپیہ پیدا کرے تو حلال ہے۔ لیکن اگر وہی روپیہ نقب زنی یا قمار بازی سے حاصل کرے تو حرام ہوگا بخاری کی پہلی ہی حدیث ہے انما الاعمال بالنیات۔

ایک حوتی ہے اگر اس کی تصویر اس غرض سے لیں کہ اس کے ذریعہ اس کو شناخت کر کے گرفتار کیا جاوے۔ تو یہ صرف جائز ہوگی بلکہ اس سے کام لینا فرض ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر ایک شخص اسلام کی توہین کرنے والے کی تصویر بھیجتا ہے۔ تو اس کو اگر کہا جاوے۔ کہ حرام کام کیا ہے تو یہ کہنا موذی کا کام ہے۔

یاد رکھو اسلام بت نہیں ہے بلکہ زندہ مذہب ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ آج کل نا سمجھ مولویوں نے لوگوں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقعہ دیا ہے۔

آنکھوں ہر شے کی تصویر لیتی ہے۔ بعض تیز ایسے ہیں کہ جانور اڑتے ہیں تو خود بخود ان کی تصویر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام مصور ہے۔ یصورکم فی الارحام پھر بلا سوچے سمجھے کیوں اعتراض کیا جاتا ہے۔ اصل بات یہی ہے جو میں نے بیان کی ہے کہ تصویر کی حرمت غیر حقیقی ہے کسی محل پر ہوتی ہے اور کسی پر نہیں۔ غیر حقیقی حرمت میں ہمیشہ نیت کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر نیت نیکی ہے تو حرام نہیں ورنہ حرام ہے۔

حدیثوں ہی پر تکیہ نہ کر لو۔ اگر قرآن شریف پر حدیث کو مقدم کرتے ہو تو پھر گویا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہو کہ کیوں انہوں نے احادیث کو خود جمع نہیں کرایا۔ کیونکہ آپ نے کوئی حکم احادیث کے جمع کرنے کو نہیں فرمایا۔ حالانکہ قرآن شریف کو آپ خود لکھواتے اور سناتے تھے۔ بعض صحابہؓ نے احادیث کو اپنے طور پر جمع کیا لیکن آخر انہوں نے جلا دیا جب سبب دریافت کیا تو یہی بتایا کہ آخر راویوں سے سنی ہیں ممکن ہے انہیں کمی بیشی ہوئی ہو۔ اپنے ذمہ کیوں بوجھ لیں۔ پس قرآن کو مقدم کریں۔ اور حدیث کو قرآن پر عرض کرو حکم نہ بناؤ۔

(الحکم نمبر ۸ جلد ۶ صفحہ ۸ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۲ء)

معقول ملازمت

پورٹ بلیر کے گورنمنٹ سکول میں ایک سیکنڈ ماسٹر بی۔ اے یا بی۔ اے ٹرینڈ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ایک صد روپیہ ماہوار اور دس روپیہ سالانہ ترقی ہے۔ مکان سرکاری ملیگا۔ درخواست کنندے دو عریضیاں ایک بنام سیکرٹری سکول کمیٹی پورٹ بلیر اور دوسری بخدمت چیف کمشنر پورٹ بلیر ارسال کریں۔

انٹرنس پاس

افسران پورٹ بلیر کے حکم میں چار کلرکوں کی ضرورت ہے جو انٹرنس پاس ہوں تنخواہ تیس روپیہ ماہوار سے شروع ہوگی مگر جلدی ترقی دیجائیگی۔ درخواست بخدمت صاحب افسر ہال پورٹ بلیر بھیجی جائے۔

رشتہ کی ضرورت

دو نوجوان صالح احمدی لڑکوں کی ضرورت ہے جو شیخ۔ پٹھان۔ شیخ معزز خاندان سے ہوں۔ ایک گریجوایٹ ہو دوسرا کم از کم انٹرنس پاس؟ یا معزز عہدہ پر ممتاز ہوں۔ گریجوایٹ صورت متحدہ آگرہ و اودھ

(باہتمام شیخ عبداللہ صاحب ایڈیٹر رسالہ الاسلام کرکیا قادیان میں چھپا اور الحکم نامی کلاں پریس سے شائع ہوا)